ریحان احمد یوسفی

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں

ڈاکٹر محمد فاروق خان کا زخم ابھی بھرنے بھی نہیں پایا تھا کہ ایک دوسرے زخم نے دل کی دنیا کو تہ و بالا کر دیا ہے۔ صدمہ ایسا کہ کچھ لکھنے کا یارا ہے نہ قلم اٹھانے کا حوصلہ۔ خیالات نے دل و دماغ سے اور الفاظ نے خیالات سے بغاوت کر رکھی ہے۔ مگر اب ایمان کی تلوار سے ہر بغاوت کو کچل کر یہ لکھ رہا ہوں کہ راہِ عزیمت کے شاہسوار اور میدان دعوت کے مجاہد میرے عزیز دوست اور بھائی ڈاکٹر حبیب الرحمان تاج شہادت سر پر سجا کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اگر آخرت کے عدلِ کامل پر یقین اور خدائے قدوس کی ذات پر ایمان نہ ہوتا تو میں شاید مرثیہ ہی لکھتا۔ مگر شہیدوں کا کیسا مرثیہ اور راہ حق کے مجاہدوں کا کیسا ماتم؟ کیا ان کا ماتم کیا جائے جو اس وقت خدائے ذوالجلال کی میزبانی کا لطف اٹھا رہے ہوں گے؟ کیا ان کا مرثیہ پڑھا جائے جو رب مہربان کی رحمتوں اور سایہ دار درختوں میں، بہتے دریا کی روانی اور جنت کی شادمانی میں، فرشتوں کے سلام اور فردوس بریں کے انعام میں ختم نہ ہونے والی زندگی شروع کر چکے ہیں؟ ایسے لوگ خود ہی پروردگار کی رحمتوں کے حقدار نہیں ہوتے بلکہ پیچھے رہ جانے والوں کے لیے بھی اس سراپا کرم ہستی سے جنت کی خوشخبری حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔

یہ خوشخبری اس بوڑھی ماں کے لیے بھی ہے جس نے ایسا قابلِ فخر سپوت جنم دیا اور اس کی بہترین تربیت کی کہ مرتے دم تک ان کا بیٹا بندوں کی خدمت اور رب کے دین کی نصرت کرتا رہا۔ یہ خوشخبری اس باوفا اور پارسا بیوی کے لیے بھی ہے جو ہر قدم پر اپنے شوہر کی مددگار رہی اور جس کے تعاون کے بغیر وہ اس راہ پر ایک قدم بھی نہیں چل سکتے تھے۔ یہ خوشخبری اس معصوم بیٹی کے لیے بھی ہے جس نے باپ کی شہادت سے چند دن قبل کتاب اللہ کو اپنے دل میں مکمل محفوظ کر لیا ہے۔ یہ خوشخبری ان معصوم بچوں کے لیے بھی ہے جنھیں بہت چھوٹی عمر میں یتیمی کا داغ دیکھنا پڑا ہے۔
یہ خوشخبری اس اکلوتے بھائی کے لیے بھی ہے جس کے تنہا وجود پر اپنے پورے کنبے کی ذمہ داری آ پڑی ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حبیب الرحمٰن رب رحمٰن کی عنایتوں میں ابدی زندگی کا سفر شروع کر چکے ہیں۔ ہمارے پاس تو اب ان کچھ یادیں ہی بچی ہیں۔ مگر ان یادوں میں بڑا حوصلہ اور بڑی زندگی ہے۔ ان کی سب سے بڑی یاد ان کے لہجے کی مٹھاس اور ان کی دلکش مسکراہٹ ہے۔ یہ مسکراہٹ ہر ملنے والے پر ان کا ایک یادگار نقش چھوڑ جاتی اور دوسروں کو ان کا گرویدہ بنا دیتی تھی۔ مگر ان کے قریبی ساتھی جس بنا پر ان کے گرویدہ تھے وہ ان کا جذبہ ایثار و قربانی اور دوسروں کے دکھ درد میں شریک رہنے کا رویہ تھا۔ کسی کا کوئی بھی مسئلہ ہو، انھیں صبح بلایا جائے یا رات میں، وہ ہر وقت حاضر تھے۔ پیشہ ورانہ اور گھریلو ذمہ داریوں کا معاملہ ہو تو دوسری بات ہے ورنہ اپنے آرام، سہولت اور آسانی کی بنا پر کبھی ان کے منہ سے انکار نہیں سنا گیا۔ وہ ہر مشکل اٹھا کر دوسروں کی مدد کو آتے تھے۔ توحید سے ان کی بے پناہ محبت اور قرآن و حدیث سے گہرا لگاؤ تو ان کا ایسا وصف تھا جس کا ہر شخص گواہ تھا۔ قرآن کریم پڑھ کر لوگوں کو سنانا ان کا شوق تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ سے مزین ان کا درس دلوں کے تار چھیڑ دیتا تھا۔ مقرر ایسے تھے کہ لوگ ان کے درس کے دوران میں اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ پاتے تھے۔

ان علمی مصروفیات، پیشہ ورانہ اور گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی سب سے بڑی خصوصیت نصرت دین کے لیے ان کی عملی جدوجہد تھی۔ مجھے تو پچھلے دو برسوں میں اس کا بہت زیادہ تجربہ ہوا۔ لوگوں کے نفوس میں پاکیزگی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہرے تعلق اور دین کے علم کی تعلیم و تدریس کی غرض سے قائم کی گئی تربیت گاہ کے بننے اور چلنے کا کوئی امکان ہی نہیں تھا اگر ڈاکٹر حبیب الرحمٰن نہ ہوتے۔ ان کی بے پناہ محنت اور مشقت نے جنگل و بیابان کو ایک باغ کا روپ دے دیا۔ جہاں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والے دن اور رات کے اوقات میں جاتے، اور اللہ رسول کی محبت اور اخلاق عالیہ کی تربیت سے اپنے نفوس کو معطر کرتے تھے۔

شہادت سے قبل کا پورا دن اور رات بھی انھوں نے گھر کے بجائے دین کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ رات بھر وہ اسی تربیت گاہ میں رہے۔ رات میں گفتگو میری ذمہ داری ہوتی تھی۔ ایک ساتھی نے منکرین حدیث کے موقف کا ذکر تو میں ایک حدیث کو لے کر اس کا موقع محل سمجھانے لگا اور منکرین حدیث کے اعتراضات کا جواب دیتا رہا۔ ڈاکٹر صاحب برابر پلنگ پر لیٹے ہوئے میری تائید کرتے رہے۔ نماز فجر کے بعد گفتگو ان کی ذمہ داری تھی۔ وہ قریبی رفقا کے ساتھ گھنٹہ دو گھنٹہ اصلاحی اور تربیتی موضوعات پر گفتگو کرتے رہے۔ یہ ان کا ہمیشہ کا معمول تھا۔ دن میں بھی وہ تدریسی ورکشاپ اور انتظامی میٹنگ میں شریک رہے۔ میں اس آخری رات اور دن کے بیشتر وقت میں ان کے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ساتھ رہا۔ اس آخری دن کی جو آخری جھلک میرے ذہن میں ہے وہ اس وقت کی ہے جب مجھے ملنے والے ایک اعزاز کے بعد وہ میرے گلے لگے۔ وہ جنت میں بھی مجھے ایسی ہی سرفرازی کی دعا دے رہے تھے۔ اس لمحے ان کے چہرے پر ہمیشہ طاری رہنے والی مسکراہٹ کو میں نے خلاف عادت نظر بھر کے دیکھا۔ تھوڑی دیر قبل وہ ڈاکٹر فاروق خاں صاحب کے ذکر پر کہہ چکے تھے کہ وہ اللہ کو بہت محبوب تھے اسی لیے اللہ نے ان کو بہت پہلے اپنے پاس بلا لیا۔ شاید میرے لاشعور میں یہ بات تھی کہ سیرت اور نام میں ''حبیب الرحمٰن'' تو وہ خود بھی ہیں۔ چند ہی گھنٹے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے کے الفاظ کو سچ کر دکھایا۔ وہ واقعی حبیب الرحمٰن ثابت ہوئے۔ دو ظالموں نے ایک نہتے، بے گناہ طبیب کو جب وہ لوگوں میں شفا بانٹ رہا تھا، قتل کر ڈالا۔ قاتل فرار ہو گئے اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کون تھے اور کیا چاہتے تھے۔ اب قاتلوں کو چاہیے کہ وہ آسمان اور زمین سے بھی نکل بھاگیں یا پھر ایسے ہتھیار جمع کریں جن کے سہارے خدائے قہار سے لڑ سکیں۔ کیوں کہ قاتلوں کے بارے میں وہ اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں فیصلہ سنا چکے ہیں کہ جس کسی نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر مارا اس کا بدلہ جہنم ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے، (نسا 4:93)۔ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیراً*۔

رہے ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب تو ان کے بارے میں دنیا کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ واقعی حبیب الرحمٰن تھے۔ اسی لیے رب رحمٰن نے اپنے بندے کے الفاظ کی لاج رکھی۔ وہ اللہ کو بہت محبوب تھے اسی لیے اللہ نے ان کو بہت پہلے اپنے پاس بلا لیا۔ ڈاکٹر حبیب الرحمٰن زندگی بھر ان کے دین اسلام کے مجاہد رہے اور اب شہادت کا تاج سجائے دربار رب میں ہمیشہ کے لیے مقربین کی صف میں شامل ہو چکے ہیں۔ ہمارے پاس ان کے بارے میں کہنے کے لیے اس کے سوا کچھ نہیں:

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

---

* یعنی چاہیے کہ وہ بہت کم ہنسیں اور بہت زیادہ روئیں، توبہ ۹:۸۲۔